

گئی دوسرے آپ مناظر اسلام کی حیثیت سے متعارف ہو گئے۔

براہین احمدیہ میں آپ نے اسلام کے حق میں تین سو دلائل دینے کا اشتہار دیا۔ لیکن اسلام کی تائید کے نام پر اس میں اپنے بیشمار الہام اور گورنمنٹ کی حمایت و توصیف کے اعلانات کر دئے۔ یاد رہے۔ مرزا صاحب نے انہیں الہامات کو غلام مراد کے طور پر اپنے آئندہ کے دغاویٰ کے لئے استعمال کیا۔ دراصل تہید نبوت اس کتاب میں باندھی گئی، بعد کا عرصہ مشق نبوت میں گزرا۔

مرزا صاحب نے جس گھٹیا انداز سے انگریز کی مدح سرائی شروع کی مسلمانوں نے اس کا شدید نوٹس لیا۔ ان کو خطوط لکھے کہ انگریزوں کی اس قدر تعریف اور دوسری اسلامی حکومتوں کے مقابلے میں اس کو کیوں ترجیح دی گئی ہے۔ اس کا مرزا صاحب نے یہ جواب دیا،

”محفوظ عرصہ گزرا ہے کہ بعض صاحبوں نے مسلمانوں میں سے اس مضمون کی بابت کہ جو (براہین احمدیہ) حصہ سوم کے ساتھ گورنمنٹ انگریزی کے شکر کے بارے میں شامل ہے اعتراض کیا اور بعض نے خطوط بھی بھیجے اور بعض نے سنت اور ورشت الفاظ بھی لکھے کہ انگریزی عمل داری کو دوسری عمل داریوں پر کیوں ترجیح دی لیکن ظاہر ہے۔ جس سلطنت کو اپنی شائستگی اور حسن انتظام کا روسے ترجیح ہو اس کو کیونکر چھپا سکتے ہیں؟“

براہین احمدیہ کی اشاعت کے بعد مرزا صاحب نے اپنی ہر تحریر میں انگریز کے استبداد و مہم کی برکات گنوائی شروع کر دیں اور لوگوں کو ان سے پر غلوں و دغا داری کا درس دینے لگے۔ ۱۸۹۳ء میں آپ نے ایک اشتہار عام اطلاع کے لئے شائع کرایا۔ اس میں فرماتے ہیں :

”گورنمنٹ کو اس عاجز کے خاندان کے خیر خواہ ہونے پر بصیرت کامل تھی اور گورنمنٹ خوب جانتی تھی کہ یہ عاجز ۱۴ سال سے برخلاف ان تمام مولویوں کے بار بار مضمون شائع کر رہا ہے کہ ہم بگ گورنمنٹ برطانیہ کے رعیت ہیں ہمارے لئے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے گورنمنٹ ہمارے زیر اطاعت رہنا اپنا فرض ہے اور بغاوت کرنا حرام اور جو شخص بغاوت کا طریق اختیار کرے یا اس کے لئے کوئی مفسدہ بنا ڈالے یا ایسے مجمع میں شریک ہو یا راز دار ہو تو وہ اللہ و رسول کے حکم کی نافرمانی کر رہا ہے۔ اور جو کچھ اس عاجز نے گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ بننے کے لئے اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے، وہ سچ ہے۔“

۱۸۹۴ء میں ایک اور اشتہار میں ارشاد ہوتا ہے۔

”میں سنہ ۱۲۹۸ ہجری میں اپنے پر حق واجب ٹھہرا لیا کہ اپنی قوم کو اس گورنمنٹ کی خیر خواہی

کی طرف بلاؤں اور ان کو سچی اطاعت کی طرف ترغیب دوں چنانچہ میں نے اس مقصد کے انجام کے لئے اپنی ہر ایک تصنیف میں یہ لکھنا شروع کیا۔ (مثلاً دیکھو براہین احمدیہ، شہادت القرآن، سرمہ چشم آریہ، ائینہ کمالات اسلام، حماۃ البشری، نور الحق وغیرہ) کہ اس گورنمنٹ کے ساتھ کسی طرح مسلمانوں کو جہاد درست نہیں اور نہ صرف اس قدر بلکہ بارہا اس بات پر زور دیا کہ چونکہ گورنمنٹ برطانیہ برٹش انڈیا کی رعایا کی محسن ہے۔ اس لئے مسلمانان ہند پر لازم ہے کہ نہ صرف اتنا کریں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے مقابلہ بدرادوں سے لگیں بلکہ اپنی سچی شکر گزاری اور نونے بھی گورنمنٹ کو دکھلا دیں۔^۱

اس قسم کی بیشمار تحریریں موجود ہیں جن میں مرزا صاحب کی سامراج فوڈی، کاسہ لسی اور ملت فروشی کی جھلک موجود ہے۔ آپ نے نہ صرف مسلمانان ہند کو ہی درس حکومت دیا بلکہ پوری عرب دنیا کو برطانوی سامراج کا غلام بنانے کی پالیسی اختیار کی اور اسلامی حکومتوں کی سالمیت کو تباہ کرنے کے مذہبی لبادہ اوڑھ کر نئی ریشہ دوانیوں کی داغ بیل ڈالی۔ سامراج کی تائید میں آپ نے صرف ہندوستان ہی میں جہاد کو منسوخ قرار نہیں دیا بلکہ دنیا سے اسلام میں جہاد کی مانعت کا بیڑا اٹھایا، دوسری طرف برطانوی سامراج کی ہر قسم کی حمایت کی تاکہ وہ اپنی جارحیت کے بل بوتے پر اسلامی ممالک کو محکوم بنائیں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

”میں نے دیکھا کہ بلاد اسلامی روم و مصر وغیرہ کے لوگ ہمارے واقعات سے مفصل طور پر آگاہ نہیں ہیں۔ اور جس قدر ہم نے اس گورنمنٹ سے آرام پایا اور اس کے عدل اور رحم سے فائدہ اٹھایا وہ اس سے بے خبر ہیں اس لئے میں نے عربی اور فارسی میں بعض رسائل تالیف کر کے بلاد شام اور روم اور مصر اور بخارہ وغیرہ کی طرف روانہ کئے اور ان میں گورنمنٹ کے تمام اوصاف حمیدہ درج کئے اور بخوبی ظاہر کر دیا کہ اس محسن گورنمنٹ کے ساتھ جہاد قطعاً حرام ہے اور ہزار روپیہ خرچ کر کے وہ کتابیں مفت تقسیم کیں اور بعض شریف عربوں کو وہ کتابیں دے کر بلاد شام اور روم کی طرف روانہ کیا۔ اور بعض عربوں کو مکہ اور مدینہ کی طرف بھیجا اور اس طرح مصر میں بھی کتابیں بھیجیں اور یہ ہزار روپیہ کا خرچ تھا جو محض نیک نیتی سے کیا گیا۔“^۲

(باقی آئندہ)

حوالہ جات: ۱۔ تفصیل کے لئے دیکھیں براہین احمدیہ، شہادت القرآن، ستارہ قیصریہ، تریاق القلوب وغیرہم مصنفہ غلام احمد قادیانی۔ ۲۔ قادیانیت، مولفہ ابوالحسن ندوی، ص ۱۷۷۔ ۳۔ براہین احمدیہ حصہ سوم مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی، وزیر ہند پریس انٹرنیشنل، لاہور۔ ۴۔ قادیانیت، مولفہ ابوالحسن ندوی۔ ۵۔ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی، ص ۱۔ ۶۔ ملاحظہ ہو لکچر سیکرٹری از مرزا غلام احمد قادیانی۔ ۷۔ تبلیغ رسالت جلد اول، مرتبہ قاسم علی قادیانی ایڈیٹر فاروقی قادیان ۱۹۱۸ء ص ۱۴۱۔ ۸۔ ایضاً ص ۲۹۱۔ ۹۔ تبلیغ رسالت حصہ دوم، مولفہ قاسم علی قادیانی، قادیان ۱۹۱۸ء ص ۹۲۔ ۱۰۔ ایضاً ص ۱۹۲۔ ۱۱۔ ایضاً ص ۱۹۴۔

ہمارے اسلام کی خدمات

جناب اختر راہی ایم اے

عیسائی پادری

اور

سید ناصر الدین ابوالمنصوری

بعض مشنری سرگرمیاں اور علامتی

انیسویں صدی کے نصف آخر میں پادریوں کی سرگرمیوں اور سرکاری عہدوں شکے لالچ میں چند مسلمان مولوی مرتد ہو کر دائرہ عیسائیت میں داخل ہو گئے۔ عبداللہ آتھم اور صفدر علی ڈپٹی بن گئے اور مولوی عماد الدین کو بھی یہی عہدہ پیش کیا مگر اس نے مذہبی مناد بننے کو ترجیح دی۔

عبداللہ آتھم عیسائیت قبول کرنے کے بعد اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف لکھنے لگا۔ اُس نے کئی رسالے اور کتابیں لکھیں جن میں آرام آتھمی جو اہل القرآن، نکات احمدیہ، "زینہ فطرت" اور "ہوائے زمانہ" زیادہ معروف ہیں۔ اس نے آخری عمر میں متبہتی قادیان مرزا غلام احمد سے امرتسر میں مناظرہ کیا تھا، جو جنگ مقدس کے نام سے شائع ہوا تھا۔

صفدر علی کے عزیز واقارب اس کے بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ اس نے اگرہ میں عیسائی مشنریوں سے تعلیم پائی۔ یوپی کے لیفٹیننٹ گورنر نے امتیاز دیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد گورنمنٹ کالج اگرہ میں فارسی کا مدرس ہو گیا۔ پنجاب میں سررشتہ تعلیم کے قائم ہونے پر ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے عہدے پر ترقی پائی۔ بعد ازاں جیل پور تبادلہ ہو گیا اور یہاں عیسائیت قبول کر لی۔ گارسن قادیان لکھتا ہے کہ:

"جیل پور میں ایک انجمن اشاعت علوم کی ہے جس کے صدر مولوی صفدر علی ہیں جو

ایک صاحب شہرت شخص ہیں اور ناظر تعلیمات ہیں۔"

پادری عماد الدین پانی پت کے ایک مسلمان گھرانے میں ۱۸۲۷ء میں پیدا ہوا حصول تعلیم کی خاطر اگرہ سے چلا گیا جہاں عیسائی پادریوں کے پچندے میں بچپن کر ۱۸۶۴ء میں عیسائی ہو گیا۔ امرتسر کے مشن کا

انچارج ہوا۔ اور مرتے دم تک (۹۰ گت ۱۹۰۰ء) اسلام کے خلاف اور عیسائیت کی تائید میں زبان و قلم استعمال کرتا رہا۔ یہ شخص پنجاب میں عیسائیت کا سب سے بڑا ہندوستانی مبلغ رہا ہے۔ مگرسن ڈتاسی اس کے بارے میں لکھتا ہے :

”مولوی عماد الدین پہلے اسلام کے حامد تھے اور اب مسیحی مذہب کی ہندوستان میں بڑی خدمت کر رہے ہیں۔“

مذکورہ بالا تین مرتد مسلمان پادریوں کو ملک ایک نو عیسائی ہندو رام چند سے ملی۔ رام چند دہلی کے ایک کاشتکار خاندان میں ۱۸۲۱ء میں پیدا ہوا۔ بارہ برس کی عمر میں ایک انگریزی مدرسے میں داخل ہوا۔ فکر معاش سے مجبور ہو کر محضر ہو گیا۔ مگر تعلیم کی تکمیل کے لئے دہلی کالج میں داخل ہو گیا۔ تین سال کی تعلیم کے بعد اسی کالج میں مدرس ہو گیا۔ ۱۸۵۴ء میں ہندو مذہب ترک کر کے ہتھسمہ پایا۔ کالج میں ہنگامہ ہو گیا اور طلبہ کی تعداد کم ہو گئی۔ مگر ایسٹ انڈیا کمپنی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز نے ایک کتاب پر خلعت پنچ پارچہ اور دو ہزار روپے نقد سے نوازا۔ بعد میں کئی اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوا اور ۱۸۸۰ء میں راہی ملک عدم ہوا۔

رام چند نے بھی اسلام کے خلاف زہرا گلا۔ اگرچہ وہ ہندو سے عیسائی ہوا تھا مگر اس نے بھی ہندو ازم کو نشانہ بنانے کی بجائے اسلام کو تاکا۔

دیس عیسائی پادری اپنے آقاؤں سے بڑھ کر تبلیغ عیسائیت میں مستعد تھے انہوں نے انگریز مشنریوں کی کتابوں کے ترجمے کئے اور از خود سینکڑوں کتابیں اور پمفلٹ شائع کئے۔ جرائد و رسائل جاری کئے۔ مسلمان علماء نے بے زہمی کے باوجود عیسائی پادریوں کا ناطقہ بند کر دیا۔ میدانِ قرعائے قلم یا میدانِ مناظرہ۔ دونوں میں عیسائی پادریوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ نو عیسائی پادریوں کے مقابلہ میں جو لوگ میدان میں اترتے ان میں سے ایک ناصر الدین ابوالنصور دہلوی تھے۔

سید ناصر الدین کا اہل وطن قصبہ سید آباد (مضاف قنوج) تھا۔ مگر ان کے والد سید محمد علی ناگپور ریڈیٹنس میں میرمنشی تھے۔ وہیں ناصر الدین پیدا ہوئے۔ مروجہ علوم کی تحصیل اپنے والد اور دادا سے کی۔ اہل کتاب کی کتابوں (تورست و انجیل) کی تعلیم متاثر اہل کتاب علماء سے حاصل کی۔ انہوں نے عمر بھر ازمستہ اختیار نہ کی بلکہ عیسائی پادریوں کے سانی و قلمی حملوں کا جواب دیتے رہے۔ البتہ کچھ عرصہ نواب جہانگیر محمد خان رئیس محبوباں کی مصاحبت میں رہے۔

آخر میں دہلی چلے آئے تھے۔ اور یہیں پادریوں کے جواب میں اپنی کتابیں شائع کیں۔ ان

کے صاحبزادے میر ناصر علی ایڈیٹر "صلاح عام" (م۔ ۱۹۳۳ء) ادبی دنیا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ تذکرہ نگار اس پر متفق ہیں کہ اپنے دور میں وہ مناظرہ کے فن کے امام تھے۔ آخر ۱۹۰۲ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔

عقائد ابو المنصور دہلوی کی زندگی میں ایک طرف عیسائی مشنری اسلام اور مسلمانوں پر تابڑ توڑ حملے کر رہے تھے تو اس کے پہلو بہ پہلو مسلمانوں میں متجددین اسلامی عقائد کی خود ساختہ تشریح و تفسیر میں منہمک تھے، سرسید احمد خان (م ۱۸۹۸ء) متجددین کے سرخیل تھے انہوں نے تفسیر احمدی لکھی جس میں مسلمانوں کے عقائد کے بارے میں حالات سے مطابقت رکھتے ہوئے تشریح کی گئی۔ انہوں نے معجزات سے انکار کیا، معراج کو جسمانی کی بجائے روحانی قرار دیا۔ ملائکہ کے وجود سے انکار کر دیا۔ وغیرہ۔۔۔ ان عقائد سے سوادِ اعظم کو اتفاق نہیں تھا۔ راسخ العقیدہ مسلمانوں نے ان سے برأت کا اظہار کیا۔ ابو المنصور بھی سرسید احمد خان کے ان عقائد اور من مانی تشریحات کو اسلام کے لئے مضر خیال کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے زبانی اور قلمی طور پر مسلمانوں کے عقائد اور اسلام کی تعلیمات کو اصل صورت میں پیش کیا۔ انہوں نے اس مقصد کے لئے تفسیر احمدی کے جواب میں "تفتیح البیان" لکھی اور "تہذیب الاخلاق" کی تردید میں "شقائق" کے نام سے رسالہ لکھا۔

ابو المنصور کی تصانیف | ابو المنصور دہلوی کا دل پسند موضوع اہل کتاب کے عقائد تھے چنانچہ اس موضوع پر ان سے مندرجہ ذیل تصانیف یادگار ہیں۔

- ۱۔ نوید جاوید۔ اس میں عیسائیوں کے مختلف سوالوں کے جوابات دئے گئے ہیں۔
- ۲۔ عقوبت الصالحین۔ پادری عماد الدین کی کتاب "ہدایت المسلمین" کا جواب ہے۔ دوبارہ اصل و جواب دونوں کا محاکمہ بھی تحریر کیا۔
- ۳۔ لحن داودی۔ پادری عماد الدین کی کتاب "نغمہ زمزمی" پر تبصرہ اور تنقید ہے۔
- ۴۔ تصحیح التاویل۔ پادری عماد الدین نے تفسیر مکاشفات "لکھی۔ ابو المنصور دہلوی نے اس کی اسرار غلطیوں کو نمایاں کیا اور حقیقت سال واضح کی جس کا نام "تصحیح التاویل" رکھا۔
- ۵۔ استیصال۔ پادری رام چند کے رسالہ "مبجہ الدنباں" کا جواب ہے۔
- ۶۔ اعزاز قرآن۔ پادری رام چند نے قرآن کے معجزات پر اعجاز قرآن کے نام سے ایک تردیدی کتابچہ لکھا تھا جس کا جواب اعزاز قرآن ہے۔
- ۷۔ اندام نام۔ امریکن مشن لکھنؤ کے پادری سیموئل بانسن اور پادری رجب علی نے "آئینہ اسلام"